Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 4 Issue 1, Spring 2024
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

اسلامی قانون کی تشکیل: وائل حلاق کی تحقیقات کا تجزیاتی مطالعہ

Title: **The Formation of Islamic Law: An Analytical Study of the Investigations of Wail Halaq**

Author (s): Farzana yameen [1,] Ihsan Ur Rahman Ghauri [2]

Affiliation (s): 1 Govt, Graduate College (w), Model Town, Lahore, Pakistan.
2 University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.41.08

History: Received: Jan 22, 2024, Revised: Mar 27, 2024, Accepted: April 13, 2024, Published: June 26, 2024

Citation: yameen,Farzana and Ihsan Ur Rahman Ghauri. “ The Formation of Islamic Law: An Analytical Study of the Investigations of Wail Halaq.” *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 4, no. 1 (2024): 101–116. https://doi.org/10.32350/mift.41.08

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

اسلامی قانون کی تشکیل وائل حلاق کی تحقیقات کا تجزیاتی مطالعہ

The Formation of Islamic Law: An Analytical Study of the Investigations of Wail Halaq

Farzana yameen *

Govt, Graduate College (w), Model Town, Lahore, Pakistan.

Ihsan Ur Rahman Ghauri

University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract

This research paper primarily deals with the evolution and development of Islamic Law as has been enunciated by the famous scholar Wael B. Hallaq in his book "An Introduction to Islamic Law" --- an abridgement of his magnum opus "Sharia: Theory, Practice, Transformations." Wael is of the view that Qadis, Jurists, legists and Muftis were the fundamental pillars in flourishing the Islamic Law independent of the state intervention whatsoever. He also endeavours to describe in detail the sources of Islamic Law and the establishment of four famous Sunni Schools of Thought in the tenth century and *"Study Circles"* thereof played vital role in thriving them. The "*Ijtihad"* of the founders Imams of these schools became the main instrument of the development of Islamic Law. However, during the reign of Saljuqs in eleventh and twelfth century, *"Study Circles"* were replaced by "Madrassas" and their notable prime minister Nizam-ul-Mulk ran these madrassas under the state control; hence, making the Qadis, Jurists, legists and Muftis the servant of the state. Ottoman Turks gave Qadis not only the privileges of executive and judiciary but also the rights of collecting tax and accountability. The second part of the book deals with the pernicious impact of the colonization on Islamic World by the European Powers particularly on Islamic Law and how it suffered by the notion of "nation state" and "nationalism" --- two rudimentary ideas of Western Civilization. Lastly, this paper makes an effort to analyze the cataclysmic change brought in Islamic Law in Islamic states such as Egypt, Tunisia, Iran, Indonesia and Pakistan hence pushing them to Modernity.

Keywords: The Quran, Sunnah, Islamic law, shari'a, Ijtihad, pre-modernism, colonialism

۱. مصنف کا تعارف

وائیل بی حلاق فلسطینی عیسائی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے حائیفہ یونیورسٹی سے گریجویٹ کیا۔ماسٹر اور پی۔ایچ ڈی یونیورسٹی آف واشنگٹن سے کی۔۱۹۸۵ میں میک گل یونیورسٹی میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اپنے کریئر کا آغاز کیا۔اب کولمبیا یونیورسٹی میں بطور پروفیسر تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔انکی فیلڈ اسلامی قانون / شریعہ ہے جس میں انہوں نے اب تک درجنوں کتب اور آرٹکلز شائع کروائے ہیں۔

*Corresponding author: fyameen۲۲۲@gmail.com

۲. سیاق وسباق

زیر تبصرہ کتاب موجودہ دور میں خاص طور پر ۹/۱۱ کے واقعات کے بعد اسلامی شریعہ کے پوری دنیا کے زیر تبصرہ آنے کے بعد لکھی گئی کتب میں سے ایک ہے، جس میں شریعت کو اس کے ابتدائی دور سے اب تک سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے اور اسکی اصل صورت پڑھنے والوں کے سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنف نے میڈیا پر اسلامی قانون / شریعہ کو غلط طریقے سے پیش کرنے اور اسکی چند خاص تناظر کی سزاؤں پر تنقید کرنے والوں کو اسلامی مقاصد شریعہ کی اصل شکل دکھانے کی صحیح بلیغ کی ہے۔ اس بارے میں "Jennifer L Laws" کا خیال ہے:

> "Most Westerners derive what little they know of Islamic law, or Shari'a, and of current legal practice in Muslim countries from network news programs, glossy magazine stories, and similar popular sources. Such sources rarely provide meaningful context or significant analysis. Consequently, the images of Shari'a conveyed by the mainstream media and held in the popular imagination are often shocking and brutal: punishments such as amputation or stoning, discrimination against women, or honor killings. Neither the long history of Shari'a nor the dramatic metamorphosis it has undergone since the nineteenth century is widely understood. Professor Wael Hallaq's most recent work, An Introduction to Islamic Law, aims to overcome these deficiencies by providing a concise overview for nonspecialists, both of Shari'a's pre-modern history and of its transformation and use within the modern Islamic world."[1]

۳. تعارف کتاب

زیر تبصرہ کتاب وائیل بی حلاق کی کتاب "Shari'a:Theory,practice,Transformation" کا اختصار ہے، جو ایک جلد، دوسو دس صفحات دس ابواب اور دو حصوں پر مشتمل ہے۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس نے اسے سن ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کا نصف اول اسلامی قانون کے ارتقاء اور اس میں قاضیوں، مفتیوں اور قانون سازوں کے کردار پر بحث کرتا ہے۔ جب کہ نصف ثانی، نو آبادیاتی نظام میں اسلامی قانون میں تغیر و تبدل اور بالآخر اس کی شکست وریخت سے بحث کرتا ہے۔ کتاب کے آخری ابواب میں مسلمانوں کی اسلامی قانون کو دور حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی سعی وکاوش کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

۴. طرز تحریر

مصنف نے تاریخی انداز میں اسلامی قانون اور اسکے اصولوں کو بیان کیا ہے۔ اس نے نو آبادیاتی دور پر تنقید کے ساتھ ساتھ اسلامی قانون کو بھی گہرے تاریخی سیاق وسباق کے ساتھ مطالعے پر زور دیا ہے۔

[1] Jennifar L. Laws, *"An Introduction to Islamic Law by Wael B. Hallaq"*, Law library Journal, vol ۱۰۲:۲(۲۰۱۰-۲۰۱۶),۲۹۳.

۵.　خلاصہ مضامین

۵.۱ء حصہ اول

کتاب کا حصہ اول کل چھ ابواب پر مشتمل ہے جو ماقبل جدیدیت میں شریعہ کے کردار پر بحث کرتا ہے۔ پہلے باب میں وائیل، اسلامی قانون میں مفتیوں، قانون سازوں، قاضیوں اور قانون کے اساتذہ کو اس کی ترقی وترویج کا بنیادی عنصر قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان چار عناصر نے اپنے اپنے طریقے سے شریعہ کو پروان چڑھایا اور موجودہ صورت تک پہنچایا۔

He elaborates:

> "These four players, each in his ownway, made the Sharia what it was."[۲]

وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ لوگ (سوائے قاضیوں کے) اپنے اپنے فرائض خدمت دین کی خاطر اور کرتے تھے اور تنخواہ نہیں لیتے تھے۔

دوسرے باب میں وہ وضاحت کرتا ہے کہ مسلمانوں نے شروع سے ہی انسانی عقل وفکر کی حدود کو سمجھا اور اس کے ساتھ ساتھ وحی کی ضرورت کو بھی ناگزیز جانا۔ وہ بیان کرتا ہے:

> "This combination, viewed as marriage between reason and revelation was the ultimate source of law."

انسانی عقل وفکر جو وحی، یعنی قرآن وحدیث، کے تابع ہے، اس میں قرآن کو بنیادی مقدس حوالہ کے طور پر لیا گیا اور نبی کریمؐ کی ذات کو عملی نمونہ قرار دیتے ہوئے "سنت" کا درجہ اس کے بعد لایا گیا۔ اسلامی قانون کی نظر میں حدیث کی استنادی حیثیت کو اہمیت دیتے ہوئے سند اور متن کو پرکھا گیا۔ ثقہ راویوں کی روایات کو ہی درخور اعتناء سمجھا گیا اور روایت باللفظ کے ذریعے بھی اُن کی قابلیت کو پرکھا گیا۔ پھر قانون دان کسی مسئلہ سے متعلق اُس حدیث کا انتخاب کرتا جس کی سند اور متن زیادہ معتبر ہوتے۔ وہ لکھتا ہے۔

> "The criteria of preponderance depend on the mode of transmission as well as on the subject matter of The Hadith in question."[۳]

اسلام میں انسانی اعمال کو فرض، واجب، حرام، مکروہ اور مبارح وغیرہ میں تقسیم کیا گیا ہے، اور یہ سب اعمال شرعی ہیں۔ لھذا ایک معلم قانون دان قرآن وسنت کے احکام کو انہی پانچ اعمال میں سے کسی ایک کی ذیل میں بیان کرتا ہے۔ مزید یہ کہ فرض کام کی مختلف اشکال ہو سکتی ہیں کہ وہ کام کس نے کسی کو کہا ہے، مثلاً کسی برتر کا کسی کم تر کو حکم دینا لیکن اس کی ضد حکم نہیں کہہ سکتے یا دو برابر عہدوں والے انسانوں میں ایک کا دوسرے کو حکم دینا، حقیقت میں حکم نہیں بلکہ یہ زبان کا استعاری استعمال کہہ سکتے ہیں۔

---

[۲] Wael B. Hallaq, *An introduction to Islamic law* (New York: Cambridge University Press,۲۰۰۹),۹.

[۳] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۱۸.

لیکن گیارھویں صدی عیسویں کے قریب کچھ قانون دانوں نے اس مسئلہ کو ایسے حل کیا کہ:

"The Significations of linguistic forms, including the imperative must be understood in the light of what has been established by Convention."

یعنی کسی لفظ کے معانی اُس کے رواجی استعمال سے واضح ہوں گے۔ اور اگر اس پر اتفاق نہ ہو تو پر دیکھا جائے گا کہ علماء وفضلاء نے زبان کے استعمال میں جب غلطی کی تو انہوں نے کیوں کر خاموشی اختیار کی۔

قرآن وسنت کے بعد اجماع اسلامی قانون کا تیسرا ماخذ ہے۔لیکن قرآن وحدیث میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی سوائے اُس خبر واحد کے کہ " میری امت گمراہی پر جمع نہیں سکتی "یا" جو جماعت سے الگ ہوا، گمراہی میں پڑ گیا"، اس طرح کی در جن بھر اخبار احاد ظنی ہیں قطعی نہیں۔ کیونکہ اجماع کو ماخذ قانون بننے کے لیے خاص شہادت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر قانون کی بنیاد اور اس کے ساتھ ساتھ مذہب بھی سوالیہ نشان بن جائے گا۔- اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے قانون دان اُن اخبار احاد کی طرف متوجہ ہوئے جن کے الفاظ مختلف مگر عنوان ایک تھا۔ ایسی احادیث بڑی تعداد میں میسر آ گئیں۔لہذا اجماع کی حیثیت اگرچہ بمنزلہ قرآنی آیت یا حدیث کے تھی لیکن وہ مقدمات جن میں اجماع ہوا بہت قلیل ہیں۔ زیادہ تر مقدمات، قانون دانوں کی نااتفاقی کی وجہ سے اجماعی درجہ حاصل نہ کر سکے۔

اسلامی قانون کا چوتھا ماخذ قیاس ہے۔ اس میں "anolgy" کے ذریعے مسئلہ کا حل نکالا جاتا ہے اور "ratio legis"یعنی علت غائی تلاش کی جاتی ہے۔ اور علت معلوم کرنے کا اہم طریقہ "مناسبہ "لعني suitability ہے۔ مگر مسلمان قانون دان کہتے ہیں کہ ہر چند قرآن نے شراب کو اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ یہ انسان کی عقل کو ماؤف کر دیتی ہے اور وہ اپنے دینی فرائض ادا کرنے کے لائق نہیں رہتا۔ اگر قرآن میں یہ اشارہ نہ بھی کیا ہوتا تو ہم (یعنی قانون دان) سمجھ جاتے کہ شراب کی حرمت اس کے مضر نتائج کی وجہ سے ہے۔ یعنی:

"This is the reasoning on the basis of suitability , since we independently of revelation and through our rational faculty,are able to recognize the harmful effects of intoxication."[۴]

لیکن مصنف کے مطابق مناسبہ کبھی قانون سے مناسبت رکھتا ہے اور کبھی نہیں۔ لہذا علت غائی کی suitability کے لیے اُس کا relevent ہونا ضروری ہے اور وہ مزید لکھتا ہے:

"Any irrelevant ratio becomes unsuitable, precluding it from further juristic Consideration.... Suitability's goal is to offer "relevant"ways of reasoning that surve the public interest (MASALHA): as defined by the fundamental principles of law."

اور اس مصلحت میں مقاصد شرعیہ شامل ہیں یعنی:

Protection of life, religion, private property mind and off-spring.""

[۴] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۲۵.

یہ وہ ضروریات ہیں جن سے کوئی معاشرہ یا نظام قانون لا تعلق نہیں رہ سکتا۔ Legal reasoning کی ایک اور قسم "استحسان" ہے۔

He writes about "Istihsan":

"Necessity often requires the abondonment of conclusion reached by "Qiyas" in favour of these generated by Istinsan. Washing with ritually impure water would be "Qiyas", invalidate prayer, but not so in Istihsan."

استصلاح بھی ایک اور ماخذ قانون ہے۔ اس کا معنی "reasoning" ہے، جو الہامی کتب پر براہ راست انحصار کرتی نظر نہیں آتی۔ القصہ، قانون دان سمجھتے تھے کہ تمام قانونی اُصولوں کا مقصد "مقاصد شریعہ" کا حصول ہے۔ وہ مزید کہتا ہے کہ اسلامی قانون کا زیادہ تر حصہ "اجتہاد" کا رہین منت ہے۔

"Ijtihad is a domain of interpretation that rests on probability."

"اجتہاد" قانونی کثیر الجہتی کا ضامن ہے، اسکی بدولت اسلامی قانون میں لچک آئی نیز یہ مختلف معاشروں اور علاقوں سے مناسبت اختیار کرتا گیا۔

باب سوم فقہی مکتبہ فکر سے متعلق ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ اسلامی قانون میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مذہب معرض وجود میں آئے اور دسویں صدی عیسویں تک آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ ہر مکتبہء فکر کسی بھی قانونی مسئلہ میں اپنی خاص رائے رکھتا تھا۔ آٹھویں صدی عیسویں کے دوران مذہب کی اصطلاح ان قانون دانوں اور قاضیوں کے لئے استعمال ہونے لگی جنھوں نے کسی خاص امام کے نقطہء نظر کو اختیار کر لیا تھا۔ باقی مذاہب اس دوڑ میں پیچھے رہ گئے۔ وہ لکھتا ہے:

"The rest did not advance to this stage, with the result that their personal schools did not long survive their deaths."[۵]

ان اماموں کے مذاہب ان کے حلقات علم (study circles) کی پیداوار تھے اور انکی قانونی اتھارٹی کی بنیاد گویا علمی تھی نہ کہ سیاسی و سماجی۔

"Thus, the epistemic (knowledge based) authority is the defining feature of Islamic law and not be doubted. Although piety and morality played imoprtant supporting roles."

دوسرے الفاظ میں اسلام میں اماموں کا اجتہاد اس کے قانون کا بنیادی اور امتیازی وصف ٹھہرا۔ اس میں ریاست یا حکمران کا کوئی کردار نہیں تھا۔ اس وجہ سے مذاہب پروان چڑھے۔ جبکہ دیگر تہذیبوں میں قانون ریاستی سرپرستی میں پروان چڑھا۔ حتی کہ جدیدیت کا سورج طلوع ہونے تک بھی اسلامی قانون ریاست کے کنٹرول کے بغیر ہی نافذ العمل رہا۔ البتہ کسی خاص مذہب سے متعلق قاضیوں اور قانون دانوں کو ریاستی مالی معاونت حاصل رہتی۔ اور انہیں معقول معاوضہ دیا جاتا۔

[۵] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۳۴.

باب چہارم میں وائیل بتاتا ہے کہ پہلی دو تین صدیوں میں تو یہ چاروں مکتبہ فکر آزادانہ کام کرتے رہے لیکن بعد کے ادوار میں یہ حکمرانوں کے تابع ہونے لگے۔ مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ قانون اور اسکے اطلاق میں سیاسی رسوخ کو بہت عزت دی جانے لگی ہو۔ اصل میں نویں صدی کے وسط تک حکمران شریعہ اور اسکے نمائندوں کے سامنے جھکے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ دسویں صدی عیسویں میں حلقات علم "مدرسہ" میں تبدیل ہو گئے۔ اول الذکر حکمرانوں سے کوئی امداد لیتے نظر نہیں آتے تھے اور مؤخر الذکر حکمرانوں کی مالی سرپرستی میں پروان چڑھنا شروع ہوئے۔ قانون کے اساتذہ کا کوئی مختص نصاب نہیں تھا۔ وہ اپنی مرضی سے نصاب مرتب کرتے اور اپنے طلبہ کو پڑھاتے۔ یہ آزادی مستند ٹیکسٹ آف لاء آنے کے بعد ماند پڑ گئی۔ البتہ قانون کی تعلیم دینے میں قانون کے اساتذہ کو ایک طرح مکمل اتھارٹی حاصل رہی۔ مدرسہ نصاب نہیں بناتا تھا بلکہ یہ کام اساتذہ انجام دیتے اور اسناد تقسیم کرنا بھی انہی کا ہی استحقاق تھا۔

سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی (۱۰۹۲-۱۰۶۳) کے دور میں مدرسہ کو اسلامی تاریخ میں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔ ان کے ہاں اوقاف کے زریعے انکے انتظامات چلائے جاتے اور اسلامی ریاست کے بڑے بڑے شہروں جیسا کہ بغداد، قاہرہ، استنبول وغیرہ میں سینکڑوں مدارس قائم ہوئے اور وقف کے قانون کے زریعے انکو مضبوطی ملی۔ وائیل لکھتا ہے:

> "The law of WAQF therefore, represented glue that could bind the human physical and monetary elements togather."[٦]

مسلم حکمرانون نے چونکہ ملک کو چلانے کے لئے کسی قسم کی افسر شاہی منظم نہ کی، جس طرح چین ویورپ میں ہوئی، اس لئے انکو بار بار قانون کے اساتذہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا۔ مسلم حکمران، جو اکثر غیر ملکی ہوتے تھے، انکے اور عوام کے درمیان خلیج وسیع تر ہوتی گئی اور لوکل سپورٹ حاصل کرنے کے لئے کچھ مال کے عوض "Legal professor" کام آتا۔ آل سلجوق نے اس خلیج کو کم کرنے کے لئے حکمرانی کا ایک ایسا نظام وضع کیا جو انسویں صدی عیسویں تک معاون رہا۔ اس کا آغاز انہوں نے خراساں میں مدارس بنا کر کیا اور انکو بڑے بڑے قانون دانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ آہستہ آہستہ شریعہ کے ماہرین حکومتی نوکر بن گئے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کام سے انکار کر دیا۔ اس بارے میں وائیل مزید لکھتا ہے:

> "Some of the best professors were now in the company of viziers and sultans. This is why many jurists refused to accept teaching posts, just as many others had refused judgeship."[٧]

سترھویں صدی تک زیادہ تر ماہر قانون حکومتی نوکری اختیار کر چکے تھے۔ نظام الملک طوسی نے اگر دو تین درجن مدارس پوری سلجوق ریاست میں بنائے تو ترکوں نے ہر شہر جس کو فتح کیا، میں ایک مدرسہ بنایا اور انکے سند یافتہ سرکاری نوکری پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ پندرہویں صدی کے آخر تک "شیخ الاسلام" عثمانیہ سلطنت کا سب سے بڑا مذہبی شخص بن گیا۔ وہ سلطان کو بھی معزول کر سکتا تھا اور اسے کوئی معزول نہیں کر سکتا تھا۔

---

[٦] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,٣٨.

[٧] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,٥٣.

اس کے بعد وائیل عثمانیہ سلطنت میں قانون اور عدالتی نظام پر بحث کرتا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتا ہے کہ بایزید I(۱۳۸۹-۱۴۰۱) نے مذہبی ایلیٹ کو خوب ترقی دی اور اس کی قائم کردہ مثالیں تقریباً دو صدیاں چلتی رہیں اور عثمانی سلطنت کے خاتمہ تک کم ہی سہی مگر اس کا اثر رہا۔ اس بارے میں وہ رقمطراز ہے:

> “The religious law, long established and impossible to expunge, constituted not only an efficient tool of governance but an effective means through which sovereignity and legitimacy were achieved.”[۸]

سولھویں صدی کے آخر میں عثمانیوں نے ایک اہم تبدیلی اپنے طرز حکومت میں کی انہوں نے قاضی کی ذات میں انتظامی و عدالتی اختیار ضم کر دیا نیز قاضی کو محتسب کے اختیارات بھی دے دئے گئے اور وہ بعض موقعوں پر ٹیکس اکٹھا کرنے کا بھی مجاز تھا۔ اس کے ساتھ عثمانیوں نے ایک مرکزی بیوروکریسی، عدالتی نظام اور قانون کی تعلیم تین ایسے اہم کام کئے جنہوں نے ریاست کے جدید مغرب سے تعلق پر بھی اثرات ڈالے۔ انہوں نے اسلامی تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ عدالتیں بنائیں، یعنی اب قاضی کسی مسجد کے صحن، مدرسہ یا اپنی رہائش گاہوں پر عدالتیں نہیں لگاتے تھے۔ مزید انہیں اپنا ریکارڈ بھی حکومت کو جمع کروانا ہوتا تھا اور ان عدالتوں سے بیک وقت اسلامی اور عثمانی قانون جاری ہوتا۔ عدالتوں میں ٹیکس کا حساب کتاب بھی رکھا جاتا، جبکہ عثمانیوں سے قبل ایسا نہ تھا۔ پہلی بار مقدمات کی فیس رکھی گئی اور فیس کی عدم ادائیگی پر وہ ساعت سے محروم ہو جاتے۔ اور پہلی بار شادیوں کا ریکارڈ بھی عدالت میں رکھا گیا۔

۲ء۵. حصہ دوم

کتاب کے حصہ دوم کا عنوان "Modernty and Rupture" ہے، جس کا آغاز انگریزوں کی ہندوستان آمد کے تذکرے سے ہوتا ہے۔ وائیل لکھتا ہے کہ انڈیا میں اٹھارہویں صدی تک اور سلطنت اسلامیہ میں انسویں صدی کے آغاز تک اسلامی قانون اور مقامی عرف و رواج مقدم رہے۔ ۱۷۷۲ء میں 'Hasting plan" کے زریعے انگریزوں نے مقامی قاضیوں اور مفتیوں سے بھی اسلامی قانون کے تحت آنے والے مسائل میں مشورے کئے اور مستشرق سر ولیم جونز(۱۷۶۴-۹۴) نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے قوانین میں "creation of codes" کی تجویز دی، کیونکہ اس کے نزدیک اسلامی قانون زیادہ تر غیر منظم، بے ربط اور بے قاعدہ تھا۔ "ہاسٹنگ" نے اس تجویز کو قبول کیا اور کافی مقدار میں کلاسیکل اسلامی قانونی متن کو انگریزی میں ترجمہ کر کے انگریز ججوں کے حوالے کیا۔ اس طرح تاریخ میں پہلی بار اسلامی قانون "Codify" ہوا۔ جس سے مفتیوں اور قاضیوں کی اجارہ داری ختم ہوئی اور اسلامی قانون گویا "ریاستی قانون" بن گیا اور یہ انگریزی قانون کے مشابہ بھی ہو گیا۔ "Anglo Muhammden Law" معرض وجود میں آیا اور آخر کار ۱۷۶۱ اور ۱۷۹۰ء کے درمیان اسلامک کریمنل قانون کی جگہ انگریزی قانون نے لے لی۔[۹]

---

[۸] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۷۳.

[۹] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۸۳.

ولندیزیوں نے اس کے برعکس انڈونیشیا میں اسلامی عدالتوں کو تسلیم کیا۔ انہوں نے وہاں اسلامی قانون کی بجائے عرف وعادت کو سپورٹ کیا اور عثمانیوں کی طرح مدارس کو سپورٹ نہ کیا۔ سلطنت اسلامیہ جو کبھی اسلامی دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی، انیسویں صدی کے آغاز میں روسیوں سے شکست کھانے لگی اور بحیرہ اسود کے سارے علاقے سے محروم ہوگئی۔ ۱۸۳۸ میں معاہدہ "بالٹا" کے تحت برطانیوں کو بہت سے حقوق مل گئے، ایسے حقوق جو سلطنت کے شہریوں کو بھی حاصل نہ تھے۔ حتی کہ یورپین پاورز نے یورپ کے اس "مرد بیمار (sick man of Euorpe) کے حصے بخرے کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سلطنت کا وقف اور مساجد و مدرسہ کا نظام تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا۔[10] عدالتی نظام بھی باوجود مختلف اصلاحات کے تباہی وبربادی کی طرف بڑھتا گیا۔ وائیل لکھتا ہے:

> "The Sultan's reforms also refused the enomorus Euorpeon and Russion pressures on the Empire".

آہستہ آہستہ یورپی دباؤ پر وقف کا نظام ختم کر دیا گیا اور مذہبی ایلیٹ کے مقابلے میں سیکولر طبقہ (زرعی اصلاحات کے بعد) وجود میں آیا، جو سیاسی ومادی طاقت میں مذہبی طبقہ سے کم نہ تھا۔ اس طرح ۱۸۶۴ء کی عدالتی اصلاحات کے نتیجے میں قاضیوں اور شریعہ ججز کے ساتھ سول سرونٹس کو بھی عدالتی اختیار مل گیا۔ گویا استنبول نے عدلیہ پر مکمل کنٹرول حاصل کر کے اس کو اپنا ایک بازو بنالیا۔ مصر میں بھی مختلف قسم کی عدالتی و قانونی اصلاحات لائی گئیں اور شرعی عدالتوں کے اختیارات محدود کر دیے گئے۔ ان کی جگہ "Mix Courts" کو آگے لایا گیا۔

اسی طرح الجزائر میں فرانس کے قبضہ کے بعد وقف کے نظام اور مدرسہ کے نظام کو مالی امداد سے محروم کر دیا گیا۔ فرانسیسی ججوں نے قاضیوں اور مفتیوں کی جگہ لے لی۔ جب اس ملک نے ۱۹۶۲ء میں آزادی حاصل کی تو شریعہ کی حیثیت محض ایک فیملی لاء کی رہ گئی تھی۔ سن انیس سو تک اسلامی قانون میں سوائے فیملی لاء کے بڑی تبدیلی آچکی تھی اور یہ عمل کم وبیش تمام اسلامی ممالک میں ہوا۔ مثلاً تخییر اور تلفیق کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس طرح "Neo Ijtihad" کا نظریہ ابھرا، جس میں روایتی طرز فکر کو خیرباد کیا گیا۔ اسی کے زیر اثر مصر میں لوگوں کو چار شادیاں کرنے سے روک دیا گیا کیونکہ جدید مجتہدین کے خیال میں سب بیویوں میں انصاف کرنا مشکل ہے۔ کم سنی کے نکاح پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ یعنی شریعہ کو ملکی قانون میں جذب کر دیا گیا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے:

> "In their entirety these devices did the bidding of the state in absorbing the Islamic legal tradition into its well defined strucrures of codification."[11]

اس طرح قاضیوں کا وہ اختیار جو انہیں کسی مسئلہ میں نوع نوع کے نقطہ نظر ہونے کی وجہ سے حاصل تھا ختم ہو گیا۔ دوسرے الفاظ میں "Codification" کے ذریعے تقریباً تمام اقسام کے قانونی و تفسیری ممکنات ختم ہو گئیں اور مدعی اور جج دونوں کو ایک "single mode of judicial application" کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

یہ تھا جدید ریاست کا جدید قانون جو اسلامی ممالک میں لاگو کیا گیا اور اس قانون نو کی بنیاد عقیدہ کی بجائے "قومیت پرستی" پر رکھی گئی۔[12]

---

[10] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۹۶.

[11] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۱۱۳.

"This lived on nationalism as the body lives on the circulated blood."

جدید قومی ریاستوں میں اسکی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے ایسا لیگل سسٹم لایا گیا جو اپنی نوعیت میں "مرکز پسند" تھا اور ریاستی قوت کا آئینہ دار تھا۔

تحریک نسوانیت کے زیر اثر مسلم خواتین کو "Merciless patriarchy" سے نجات دلانے کے لیے یورپی و امریکی تشویش منصہ ء شہود پر آنا شروع ہوئی۔ لہٰذا وائیل اس بارے میں لکھتا ہے:

"Women had become a priority in fashioning the new nation, and redesigning the law was yet one more mean of achieving this end."

القصہ، اس طرح مسلم دنیا کا قانون اور اس کے ساتھ ساتھ ثقافت اور دیگر چیزیں Modernize ہوئیں۔ دوسرے الفاظ میں مسلم ریاستیں جدیدیت کی طرف گامزن ہوہیں۔

دور جدید رمیں ریاست کا نظریہ سب سے طاقت ور نظریہ ہے، جو اسلامی دنیا میں متعارف ہوا۔ یہ علماء کے کردار پر بحث کرتا ہے۔ بالخصوص پاکستان، مصر اور ایران میں اُن کی قوت کے بارے میں بتاتا ہے۔ یہ اسلامسٹس کی اصطلاح ان لوگوں کے لئے استعمال کرتا ہے، جو دینی علوم کے علاوہ علوم سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث کی مروجہ یا روایتی تشریحات کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے حامی ہیں۔ اور وہ خود کو کسی بھی اسامی شخصیت یا خاص مکتبہ ء فکر سے منسلک نہیں مانتے۔

"Their camp is highly diverse."[۱۳]

پھر وہ مختلف ممالک میں ان دو گروہوں یعنی علماء و اسلامسٹ کے مابین تناؤ کے اثرات بیان کرتا ہے۔ ان ممالک میں مصر، پاکستان، ایران، انڈونیشا وغیرہ شامل ہیں۔

شریعہ اسلامی دنیا میں ایک زندہ قوت کے طور پر موجود رہی ہے۔ اجتہاد اسکا بنیادی جزء تھا، جس کی وجہ سے شریعہ پروان چڑھتی رہی۔ اس طرح کم و بیش ہزار بارہ سو سال تک یہ سماجی و تہذیبی حقیقت کے طور پر موجود رہی۔ "Nation States" کے ابھرنے کی وجہ سے اس نے اپنا تاریخی کردار کھو دیا ہے۔ اس بارے میں وہ لکھتا ہے:

"The Sharia become the State's tool for only to the state could have been subordinated."

آخر پر وہ لکھتا ہے کہ:

"آج کا اسلامی قانون یا شرعی قانون اپنی اصل شکل کھو چکا ہے اور اس میں بڑی تبدیلی آچکی ہے۔"[۱۴]

---

[۱۲] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۱۱۸.

[۱۳] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۱۴۲.

[۱۴] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۸۵.

اور جن مسائل کا مسلمانوں کو آج سامنا ہے اسکی نشاندہی اپنی دوسری کتاب میں اس طرح سے کرتا ہے:

"Two main challenges are posed for the Modern Muslims. They have to reconcile the ontological fact of the state and the associated power of state and secondly to bring governance based on Sharia. The second challenge is much severe as the Muslim states have ignored their efforts to bring a genuine form of Sharia governance."[۱۵]

ڈاکٹر عبد الباسط اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میرا خیال ہے کہ وہ درست ہیں، ہمیں یہ خواہش تو ہے کہ ہم شریعہ پر عمل کریں لیکن یہ آجکی قومی ریاستوں میں مشکل ہے۔ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ کیا شریعت سے مبراء جدید قومی ریاستیں قائم کرلی جائیں یا پھر اس پر مشتمل اسلامی ریاستوں کا قیام عمل میں لایا جائے؟ صرف اسلامی ریاستیں قائم کرنا مقصد نہیں ہے، جو کہ ہیں۔ ہمارا مطلوب شریعہ پر مشتمل اسلامی ریاستوں کا قیام ہے۔ جس کے حصول کے لئے دونوں ریاستی نظریوں میں موجود تضاد کو ختم کرنا ہوگا اور یہ شرعی اصولوں کے نفاذ کے ساتھ ہی ممکن ہے۔"[۱۶]

۶. کتاب کی اہم خصوصیات اور کمزوریاں: تنقیدی جائزہ

وائیل بی حلاق نے اسلامی قانون / شریعہ کی ارتقائی تاریخ، ماقبل جدید تاریخ اور دور حاضر میں جدید اسلامی ریاستوں میں اس کی نئی شکل بیان کی ہے۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے جو اسلام اور اُس کے قانون کو آسان طریقہ سے جاننا چاہتے ہیں، مفید ہے۔ کتاب کی اہم خصوصیات اور کمزوریاں درج ذیل ہیں:

۶،۱. اسلامی قانون کی Pre-modern اور ماڈرن صورت

مصنف نے اسلامی قانون کی Pre-modern (ساتویں صدی سے اٹھارہویں صدی تک) اور ماڈرن (انیسویں صدی سے موجودہ دور تک) صورت قاری کے سامنے رکھی ہے۔ Prank Emmert&Salma Taman اس کتاب کے تبصرے میں لکھتے ہیں:

"---- , this book is often assigned as the main text in Islamic law courses because of its excellent treatment of the historical background and how Islamic law was formed and developed. It is very short and easy to read."[۱۷]

---

[۱۵] W.B Hallaq, *The impossible state: Islam, Politics, and Modernity"s Moral predicament* (New York: Columbia University Press, n.d),۲.

[۱۶] Abdul Basit, *"An Introduction to Wael B Hallaq"s Works and Thoughts"*, al-Qamar۲, issue ۲(july-december۲۰۱۹),۱۲۷.

[۱۷] Prank Emmert&Salma Taman, *"Book Reviews: A. Selection of Introductions to Islamic Law for Students and Beginners"*, European Journal of Law Reform ۰ (August ۲۰۱۳),۵۲۱.

مزید یہ کہ اسلامی دور حکومت میں وہ اسلامی قانون فقہ میں جس طرح اجتہاد اور اسکی مختلف صورتوں کا مدافعانہ طریقے سے کردار پیش کرتا ہے وہ موجودہ دور کے شور و غوغا کرنے والے میڈیا اور متعصب مغربی ذہن کو کھلا جواب ہے۔ اور اسلامی تاریخ میں جتنی بھی حکومتیں رہیں (خاص طور پر سلجوق اور عثمانی نظام خلافت) نے شریعہ کے اصولوں پر مبنی انصاف پسند معاشروں کو جنم دیا جس میں عدالتیں حکومتوں کی معاونت میں تو کام کرتی تھیں پر انکے زیر اثر کبھی نہیں رہیں۔

۶۔۲. قومی ریاست اور شریعہ کا تجزیہ

دوسری خصوصیت مصنف کے قومی ریاست کے تصور کے ابھرنے کے بعد قومی ریاست کا شریعہ کی بہت پرانی روایت سے ٹکراؤ کا گہرا تجزیہ پیش کرنا ہے۔ پھر وہ مغربی طاقتوں کے ایشیا و افریقہ کے مسلم ملک میں نو آبادیاتی نظام کے وقوع کے بعد اسلامی شریعہ کے عام لوگوں کی زندگی میں کردار کو ناقدانہ طور سے دیکھنے پر قاری کو اُبھارتا ہے۔ مثال کے طور پر کتاب کے ایک حصے جس کا عنوان "Islamic law and a new Patriarchy" ہے، میں وائیل شریعہ اور قومی ریاست کے قانونی ڈھانچے میں صنفی کردار پر بحث کرتا ہے جو مسلم ریاستوں نے نو آبادیاتی نظام سے پہلے اور بعد میں اپنایا۔ جوں ہی اس یورپی ماڈل نے اسلامی ممالک میں اپنی جڑ پکڑی تو مسلم ریاستوں نے عورتوں کے اُس کثیر الجہت کردار، جس کو وہ Pre-modern دور میں اپنائے ہوئے تھیں، کو ختم کر دیا۔ اور اس کی بجائے بیسویں صدی کے آغاز اور وسط میں پروان چڑھتی یورپی فکر کی پیروی کرتے ہوئے عورتوں کو "مستقبل کے قومی شہری پیدا کرنے کا" کم تر کردار سونپ دیا گیا۔

> "An increasing sense of individualism combined with a male-oriented state ,a new male oriented economy and bureaucracy,and a wholesale collapse of domestic economies that had been the exclusive domain of women,all combined the produce legal codes and legal cultures that under the banner of modernity ,tended to subordinate women rather than liberate them."[۱۸]

لہذا ایک طرف شریعہ کا غیر متبادل نظریہ ہے اور دوسری طرف قومی ریاستی نظریہ ہے، جو عورتوں کا استحصال کرتا ہے، اور قومی ریاست میں عورتوں کے حوالے سے قانون سازی پر وائیل ایک اچھا تبصرہ پیش کرتا ہے۔

۶۔۳. کتاب کی تحقیقی اہمیت اور خامیاں

وائیل کی دوسری کتب کی طرح یہ کتاب بھی اُس کی گہری تحقیق کی نشان دہی کرتی ہے لیکن کتاب کے کچھ مبصرین کے مطابق اصل متون کے حوالہ جات کی کمی قاری کے لیے ذہنی کوفت کا باعث ہے۔ اس کتاب میں دیئے گئے اسلامی قانون کے ماخذ، ذخیرہ الفاظ نظریات اور قانونی کردار وغیرہ کی تفصیل ایک ایسے قاری کے لیے جو اسلام کی تاریخ سے ناآشنا ہے، بعض اوقات کوئی تاریخی حوالہ فراہم کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ کتاب میں تاریخی و عصری نقشہ جات کی بھی کمی ہے جس کی مدد سے اسلامی دنیا کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ البتہ فرہنگ کا اضافہ جگہوں اور اشخاص کو تلاش کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

---

[۱۸] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۱۲۵.

اس بارے میں Jennifr L.Laws کا کہنا ہے:

"Readers of the earliest chapters of An Introduction to Islamic Law will quickly become aware that the book is merely an abridgement of a larger and more complete work. Despite its focus on a less-advanced audience, the text's presentation of early Islamic law sources, concepts, vocabulary, and legal roles fails, at times, to provide historical reference points for those readers who are ignorant of Muslim history. The book also lacks historical and contemporary maps of the Muslim world, both of which would have proven useful for readers truly new to the subject."[۱۹]

۴.۶. قرآنی زبان اور حدیث کی سند

اگر چہ مصنف کا مجموعی کام غیر جانبدار ہے پر کہیں کہیں معلومات کی کمی کا شائبہ ہوتا ہے مثلاً ایک جگہ وہ لکھتا ہے کہ حدیث کی سند اور متن کو پرکھنے کا باقاعدہ رواج تھا کہ اگر سنداً صحیح حدیث کے الفاظ بھی مبہم ہوں تو اسکو قبول نہیں کیا جاتا تھا جبکہ یہ قاعدہ قرآن پر بطور ماخذ نہیں لگایا جاتا ،جبکہ اسکی زبان / الفاظ بھی مبہم پائی جاتے ہیں، وہ لکھتا ہے:

"Even the Quran contains such ambiguous language, but in term of transmission it is regarded as wholly certain---."

اسکے نزدیک ایسا صرف قرآن کے مسلمانوں کے ہاں متواتر اور قطعی الدلالۃ ہونے کی وجہ سے ہے، لیکن مصنف کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا جس طرح احادیث کے متن / الفاظ کو پرکھا گیا اسی طرح قرآن کی زبان کے بارے میں بھی بحث کی گئی۔ یہ قرآن کا اعجازی پہلو ہے کہ اس میں واضح اور مبہم ہونے کے اعتبار سے دو طرح کی آیات ہیں ایک وہ جن کا مفہوم بالکل واضح ہے "محکم" کہلائیں اور دوسری جو مفہوم کے اعتبار سے مبہم ہیں، انہیں قرآن نے خود متشابہ قرار دیا۔

جیسا کہ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔[۲۰]

علامہ آمدی اس آیت کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

[۱۹] Jennifar L. Laws, *"An Introduction to Islamic Law by Wael B. Hallaq"*, Law library Journal,۲۹۵.

[۲۰] آل عمران ۳:۷

محکم سے مراد وہ آیت جس کا معنی ظاہر ہو اور وہ اس طرح کھول کر بات کرے کہ اشکال زائل ہو جائے اور احتمال باقی نہ رہے اور وہ اللہ کے کلام میں ہے۔ اور متشابہ جو اس کے مقابلہ میں ہے، وہ آیت جس میں احتمال ہو یا تو متساوی ہونے کی وجہ سے جیسے مجمل الفاظ اللہ کے اس قول میں ہیں: يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، طہر اور حیض دونوں معانی کے احتمال میں مساوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول: أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ میں زوج اور ولی کے معنی کا تردد ہے، اور اللہ کے قول: أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ، میں ہاتھ سے لمس یا وطئ دونوں معانی کا تردد ہے نہ کہ متساوی ہونے والا پہلو مراد ہے، جیسے کہ مجازی اسماء اور ان کا ظاہر مشابہت کا وہم پیدا کرنے والے ہیں۔[۲۱]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قرآن کے اس اعجاز کو "اسرار شریعت" کا نام دیتے ہیں جس کا فہم پانا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں، وہ الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں:

قرآن کا معجزہ ہونے کی وجوہ میں ایک وجہ ایسی ہے جسے صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اسرار شریعت میں فکر و تدبر کرتے ہیں۔[۲۲]

۶ء۵. اجماع کے اسلامی ماخذ ہونے پر تنقید

اجماع کے اسلامی ماخذ ہونے پر وائیل تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ بطور ماخذ اس کے دلائل قطعی الدلالۃ ہونے چاہئیں، یعنی قرآن اور احادیث متواترہ سے اسے بطور ماخذ ثابت ہونا چاہئے، جبکہ اس کے نزدیک یہ کچھ درجن اخبار احاد سے ثابت کیا جاتا ہے جبکہ وہ ظنی الدلالۃ ہیں اور یقین کے درجے کو نہیں پہنچتیں۔ وہ لکھتا ہے:

"early attempts by theoreticians to articulate a Quranic basis for consensus failed---."[۲۳]

اجماع علمائے اسلام کے نزدیک احادیث کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے اور اس بارے میں وہ قرآن کی یہ آیات پیش کرتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ-[۲۴]

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا-[۲۵]

---

[۲۱] علی بن محمد آمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ)، ۱/ ۱۶۰۔

[۲۲] شاہ ولی اللہ، **الفوز الکبیر فی اصول التفسیر**، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۲ء)، ۱۰۹۔

[۲۳] W B. Hallaq, *An introduction to Islamic law*,۲۱.

[۲۴] آل عمران ۳: ۱۱۰

[۲۵] النساء ۴: ۱۱۵

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی مخالفت اور سبیل مؤمنین کے علاوہ دوسروں کے سبیل کی اتباع پر وعید بیان فرمائی ہے اور جس چیز پر وعید بیان کی جائے وہ حرام ہوتی ہے، لہٰذا رسول کی مخالفت اور غیر سبیل مؤمنین کی اتباع دونوں حرام ہوں گی اور جب یہ دونوں حرام ہیں تو ان کی ضد یعنی رسول کی موافقت اور سبیل مؤمنین کی اتباع واجب ہوگی اور مؤمنین کی سبیل اور اختیار کردہ راستہ کا نام ہی اجماع ہے۔ لہٰذا اجماع کی اتباع کا واجب ہونا ثابت ہو گیا اور جب اجماع کا اتباع واجب ہے تو اس کا حجت ہونا بھی ثابت ہو گیا، قاضی ابو یعلی اور علامہ آمدی نے اس آیت سے اجماع کی حجیت کے ثبوت پر بڑی نفیس بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔[۲۶]

۶ء۶. عائلی، تجارتی اور کریمینل قانون کی کمی

یہ کتاب اسلام کے عائلی، تجارتی قانون قانون اور کریمینل قانون کے بارے میں زیادہ تفصیل فراہم نہیں کرتی۔ Prank Emmert&Salma alma Taman اس پہلو کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "Like Hallaq's other books, it is also accurate and very well researched. However, it does not provide much detail on Islamic law substantive rules, such as contract and commercial law, family law, criminal law, etc."[۲۷]

۷. نتائج بحث

وائیل بی حلاق، جو اکیسویں صدی کا ایک مشہور مستشرق ہے اور ربع صدی سے اس کی وجہ شہرت اسلامی قانون اور شریعہ پر غیر جانبدار کام ہے۔ جہاں وہ موجودہ دور میں دنیا کے سامنے اسلام اس کے نظام شریعت کی صحیح تصویر سامنے لا رہا ہے وہاں وہ دوسری طرف ان مسلمان مغرب پرست لکھنے والوں کے لئے بھی سبق ہے جو اسلام کو مغرب کی متعصب سوچ سے دیکھتے اور دکھاتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب جو مصنف کی "شریعہ" پر طویل کتاب کا اختصار ہے۔ اگرچہ اسلامی قانون کے ماخذ، ذخیرہ الفاظ نظریات اور قانونی کردار وغیرہ کی تفصیل اور تاریخی حوالہ جات کی کمی کا شکار ہے پر اپنے مقصد تحریر کو کسی حد تک پورا کرتی نظر آتی ہے۔ یعنی اسلامی قانون کا آغاز و ارتقاء نشور نما اور اس کی عملی صورتیں اور موجودہ قومی ریاستوں میں اسکا عملی اثر ورسوخ کا نہ ہونے کے برابر ہونا اور اسکی خاص تناظر کی سزاؤں، اسلام میں عورت کی حیثیت کے بارے میں میڈیا واخبارات کے منفی پروپیگنڈہ کو ختم کرنا وغیرہ۔

کتابیات

علی بن محمد آمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ)

[۲۶] علی بن محمد آمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام**، ۱/۲۸۷؛ ابوزہرہ، **اصول الفقہ**، ۱۶۱۔

[۲۷] Prank Emmert&Salma Taman, *"Book Reviews: A. Selection of Introductions to Islamic Law for Students and Beginners"*,۵۲۲.

شاہ ولی اللہ، **الفوز الکبیر فی اصول التفسیر**، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۲ء)

Jennifar L. Laws, *"An Introduction to Islamic Law by Wael B. Hallaq"*, Law library Journal, vol ۱۰۲:۲(۲۰۱۰-۲۰۱۶),

Wael B. Hallaq, *An introduction to Islamic law* (New York: Cambridge University Press,۲۰۰۹)

W.B Hallaq, *The impossible state: Islam, Politics, and Modernity"s Moral predicament* (New York: Columbia University Press, n.d),

Abdul Basit, *"An Introduction to Wael B Hallaq"s Works and Thoughts",* al-Qamar۲, issue ۲(july-december۲۰۱۹),

Prank Emmert&Salma Taman, *"Book Reviews: A. Selection of Introductions to Islamic Law for Students and Beginners"*, European Journal of Law Reform · (August ۲۰۱۴),